کارروائی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان

منعقدہ ۱۵-۱۹ اپریل ۱۹۵۱ء

(میاں طفیل محمد صاحب قیم جماعت اسلامی پاکستان)

حسب پروگرام مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان کا ایک خاص اجلاس ۱۵ تا ۱۹ اپریل ۱۹۵۱ء زیر صدارت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلس شوریٰ کے حسب ذیل ارکان شریک ہوئے:

(۱) مولانا امین احسن صاحب اصلاحی، امیر جماعت اسلامی حلقہ لاہور۔

(۲) جناب ابوالسلام نعیم صدیقی صاحب، ایڈیٹر ماہنامہ چراغ راہ، کراچی۔

(۳) مولانا مسعود عالم صاحب ندوی، رئیس دار العروبہ گوجرانوالہ و امیر جماعت اسلامی حلقہ گوجرانوالہ

(۴) چوہدری علی احمد خاں صاحب، قیم جماعت اسلامی حلقہ گوجرانوالہ۔

(۵) مولانا عبد الغفار حسن صاحب، امیر جماعت اسلامی شہر سیالکوٹ۔

(۶) چوہدری محمد اکبر صاحب، امیر جماعت اسلامی ضلع سیالکوٹ۔

(۷) ملک محمد سعید احمد صاحب امیر جماعت اسلامی حلقہ راولپنڈی۔

(۸) مولانا حکیم عبد الرحیم صاحب اشرف، امیر جماعت اسلامی حلقہ لائل پور۔

(۹) جناب خان محمد باقر خاں صاحب، امیر جماعت اسلامی حلقہ ملتان۔

(۱۰) جناب خان محمد ربانی صاحب، قیم جماعت اسلامی حلقہ ملتان۔

(۱۱) چوہدری نذیر احمد صاحب، امیر جماعت اسلامی ضلع ملتان

(۱۲) خان سردار علی خان صاحب، امیر جماعت اسلامی حلقہ صوبہ سرحد۔

لہ رسالہ ترجمان القرآن میں مجلس شوریٰ کی روداد کا صرف عام دلچسپی کا حصہ دیا جا رہا ہے۔ مکمل روداد الگ شائع کی جائے گی۔

(۱۳) فضل معبود صاحب، امیر جماعت اسلامی، پشاور شہر و چھاؤنی۔

(۱۴) مولانا عبدالحق صاحب، امیر جماعت اسلامی حلقہ ریاست بہاول پور۔

(۱۵) سید امیر الدین صاحب، قیّم جماعت اسلامی حلقہ ریاست بہاول پور۔

(۱۶) چوہدری غلام محمد صاحب، قیّم جماعت اسلامی حلقہ سندھ۔

(۱۷) طفیل محمد، قیّم جماعت اسلامی پاکستان۔

جناب محمد عبدالجبار غازی صاحب اور مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب بیماری کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ جناب سلطان احمد صاحب امیر جماعت اسلامی حلقہ سندھ و کراچی مشرقی پاکستان گئے ہوئے تھے اور مولانا صدرالدین صاحب کے تشریف نہ لانے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔

۱۸ اپریل کو مجلس کا اجلاس ملک نصراللہ خاں صاحب عزیز کے مکان پر منعقد ہوا اور اس روز وہ بھی شریک اجلاس رہے۔ باقی اجلاسوں میں وہ بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔

ایجنڈے کے اجراء کے بعد جو تجاویز اور مشورے مرکز میں موصول ہوتے تھے ان کو اور اصل ایجنڈا کو ملا کر ایجنڈا کو از سر نو مرتب کر لیا گیا۔ اور مجلس کی یہ کارروائی اس نئے ایجنڈے کے مطابق ہوئی۔

مجلس شوریٰ کے کل دس اجلاس منعقد ہوئے۔ اس میں جو فیصلے ہوئے وہ نمبروار درج ذیل ہیں:

اپنجاب کے حالیہ انتخابات کے نتائج کو دیکھتے ہوئے آیا الیکشن کے ذریعے یہاں اصلاح ممکن ہے؟

سب سے پہلے مجلس شوریٰ نے اس مسئلے پر غور کیا کہ پنجاب میں حالیہ انتخابات کے نتائج اور اُن تمام خلاف قانون و اخلاق حرکات کے پیش نظر جن کا ارتکاب مختلف سیاسی پارٹیوں، آزاد امیدواروں اور خود حکومت کی انتظامی مشینری کی طرف سے انتخابات کے موقع پر اس قدر وسیع پیمانے پر کیا جاتا ہے: ابھی ابھی ہمارے سامنے کیا جا چکا ہے اور بظاہر ایک مدت تک اسی طرح کیا جاتا رہے گا، آیا الیکشن کے ذریعہ سے اصلاح ممکن ہے؟ اگر مجلس کی رائے میں یہ ممکن ہو تو انتخابات کے ذریعے انقلاب و اصلاح کی کوشش کو جاری رکھا جائے ورنہ اس مقصد کے حصول کے لئے کوئی دوسری تدبیر سوچی جائے۔

اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد مجلس شوریٰ اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اُن تمام خرابیوں کے باوجود جو انتخاب کے موجودہ قوانین اور طریقوں میں پائی جاتی ہیں، اور ان تمام اخلاقی کمزوریوں کے باوجود جو ہمارے عوام اور خواص میں موجود ہیں اور پنجاب کے پچھلے انتخابات میں بالکل نمایاں ہو کر سامنے آچکی ہیں، اور ان تمام ناجائز مداخلتوں کے باوجود جن کا ارتکاب حکومت کی انتظامی مشینری نے خود حکومت ہی کے بنائے ہوئے قوانین اور ضوابط کے خلاف پنجاب کے پچھلے انتخابات میں کھلم کھلا کیا اور جن کا ارتکاب ایک مدت تک اس کی طرف سے اُن تمام انتخابات میں ہوتے رہنے کا اندیشہ ہے جو پاکستان میں کہیں منعقد ہوں، اور ان تمام بداخلاقیوں اور بے ضابطگیوں کے باوجود جن کا ارتکاب مخالف سیاسی پارٹیاں انتہائی بے باکی کے ساتھ اور بڑے وسیع پیمانے پر عام انتخابات میں کرتی ہیں، کرچکی ہیں اور بظاہر ایک مدت تک کرتی رہیں گی، اور اس کے باوجود کہ جماعت اسلامی کے پاس وسائل اور مردان کار کی بہت کمی ہے، اس معاملہ میں مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ آخر کار یہاں آئینی ذرائع سے اصلاح کی جاسکے گی۔

مجلس شوریٰ جن ٹھوس حقائق کی بنا پر اس نتیجے پر پہنچی ہے وہ یہ ہیں کہ پنجاب کے پچھلے انتخابات میں بہت محدود ذرائع کے ساتھ جماعت کی صرف پانچ مہینے کی انتخابی جدوجہد سے جو نتائج برآمد ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) پنجاب کے ۲۷ انتخابی حلقوں میں تقریباً پچاس ہزار آدمی ایسے نکلے جنہوں نے ہماری انتخابی پالیسی کو صحیح سمجھ کر ووٹر کے عہد نامے پر دستخط کئے۔

(۲) ان حلقوں میں ۱۴۹۰ بستیاں ایسی نکلیں جنہوں نے صالح نمائندوں کے انتخاب کے لئے اپنی مقامی پنچایتیں بنائیں۔

(۳) ان حلقوں میں جو مرکزی پنچایتیں بنائی گئیں ان میں ۲۱۱۹ نمائندوں نے عملاً شرکت کی اور اپنی حد تک پوری دیانتداری کے ساتھ ۵۳ ایسے آدمیوں کو اپنے اپنے حلقوں کی نمائندگی کے لئے چنا جو علمی اور اخلاقی حیثیت سے نمایاں طور پر دوسری پارٹیوں کے امیدواروں اور آزاد امیدواروں کے مقابلہ میں فائق تر تھے اور جن کی سیرت پر ان کے مخالفین بھی کوئی حرف نہ رکھ سکے۔

(۴) اس انتخابی جدوجہد کے دوران میں عام پبلک میں سے سترہ سو ایسے نئے آدمی اُٹھ کھڑے ہوئے جنہوں نے ہمارے کارکنوں کا پُوری طرح سے ہاتھ بٹایا اور بغیر کسی ذاتی غرض یا لالچ کے اُن تمام اخلاقی پابندیوں کے ساتھ جو ہم نے اپنے کارکنوں پر عائد کر رکھی تھیں پُوری طرح جان لڑا کر کام کیا۔

(۵) باوجودیکہ پنجاب کے اتنے وسیع رقبوں میں جماعت کے تین چار ہزار کارکنوں نے اتنے وسیع پیمانے پر انتخابی جدوجہد کی اور اُس میں مخالف جماعتوں اور امیدواروں کی شدید بداخلاقیوں اور بے ضابطگیوں کا اُن کو مقابلہ کرنا پڑا، تاہم پولنگ کے انتہائی بحرانی زمانے میں بھی جماعت کے کارکنوں نے بحیثیت مجموعی اخلاقی طہارت اور ضابطہ وقانون کی پابندی کا ایسا بے نظیر نمونہ پیش کیا جس کا اعتراف حکومت کے عُمّال اور مخالف پارٹیوں کے کارکنوں تک کو کرنا پڑا۔ الیکشن کے پُورے کام کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ دو چار حلقوں کے سوا پُورے پنجاب میں کہیں جماعت کے کارکنوں سے کسی اخلاقی کمزوری یا قانون و ضابطے کی خلاف ورزی کا ارتکاب نہیں ہُوا اور ان دو تین حلقوں میں بھی جماعت کے کارکن بحیثیت مجموعی اس میں ملوث نہیں ہوئے بلکہ چند منفرد کارکنوں سے — اور زیادہ تر نئے کارکنوں سے — اس کا صدور ہوا۔

(۶) پُورے پنجاب کی اس انتخابی جدوجہد میں جماعت اور پنچایتوں کا مجموعی خرچ صرف ایک لاکھ ستائیس ہزار روپیہ ہے درآں حالیکہ مقابلہ اُن لوگوں سے تھا جنہوں نے بعض جگہ ایک ایک سیٹ پر قریب قریب اتنا روپیہ خرچ کیا ہے۔

(۷) باوجودیکہ پنجاب کے اس انتخاب میں حکومت کے دباؤ، زمینداری کے دباؤ، برادری کے تعصب، اور روپے کے لالچ سے ووٹ حاصل کرنے کی بے تحاشا اور بہت بڑے پیمانے پر کوششیں کی گئیں اور ہر طرح دھاندلیوں سے کام لیا گیا، پھر بھی جماعت اسلامی کی دعوت پر پنچایتی نمائندوں کے حق میں ۲۱۷۸۵۹ آدمیوں نے ووٹ دیئے۔ (یہ شمار ووٹروں کا ہے نہ کہ ووٹوں کا، کیونکہ اکثر مقامات پر ایک ایک ووٹر کو دو دو آدمیوں کے لئے اپنا ووٹ استعمال کرنا تھا)۔ ان لوگوں کے ووٹ بہرحال دھن، دھونس، دھوکے اور دھاندلی کے ذریعہ سے تو کسی جگہ بھی حاصل نہیں کئے گئے۔ البتہ اس کا امکان ہے کہ بعض مقامات پر پنچایتی نمائندوں کو اُن کی برادری کے لوگوں نے برادری کے تعصب

کی بنا پر رائے دی ہو۔ اگر ہم مبالغہ کے ساتھ ایسے لوگوں کی تعداد کا تخمینہ مذکورۂ بالا تعداد کا ۱/۲ بھی لگائیں پھر بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب کے ان حلقوں میں جنہیں ہم نے انتخابی جدوجہد کے لئے اپنے جانچ میں لیا تھا کم از کم ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمی ایسے ضرور تھے جنہوں نے ہر دھمکی اور ہر لالچ کو نظرانداز کر کے خالص اصول کی خاطر اپنا ووٹ استعمال کیا۔

(۸) خصوصیت کے ساتھ جو چیز ہمارے لئے انتہائی قابلِ اطمینان ہے وہ یہ ہے کہ اس انتخابی جدوجہد میں جتنی خواتین نے پنچایتی نمائندوں کے لئے کام کیا انہوں نے ہر جگہ شرعی پردے کے تمام حدود کی پوری طرح پابندی کی۔ درآں حالیکہ ایک آدھ پولنگ سٹیشن کے سوا پورے پنجاب کا کوئی پولنگ سٹیشن ایسا نہیں تھا جہاں زنانہ پولنگ کے وقت حکومت اور سیاسی پارٹیوں اور مخالف امیدواروں نے پردے کے حدود کا کچھ بھی لحاظ کیا ہو۔

یہ نتائج اس حالت میں نکلے ہیں کہ :-

(۱) جماعت کو انتخابی جدوجہد کے آغاز ہی میں پریس کی طاقت سے محروم کر دیا گیا اور اس کے روزانہ اخبار بند کر دیئے گئے۔

(۲) پورے پریس اور خبر رساں ایجنسیوں نے جماعت کا عملاً بائیکاٹ کیا اور پریس کی اکثریت جماعت کی شدید مخالف رہی۔

(۳) اخبارات، رسائل اور اشتہارات اور تقریروں کے ذریعے سے جماعت کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈا کی نہایت مکروہ اور گھناؤنی مہم چلائی گئی اور خاص طور پر مولوی صاحبان اور پیروں کے ذریعہ سے مذہبی بدگمانیاں پھیلانے کا ایک طوفان برپا کر دیا گیا۔

(۴) جماعت کے کارکن پہلی مرتبہ انتخاب کے میدان میں آئے تھے۔ اکثر و بیشتر کو پہلے سے انتخاب کا کوئی تجربہ نہیں تھا اور اخلاقی قیود اور قانون و ضابطے کی پوری پابندی کے ساتھ الیکشن لڑنے کا تو موجودہ جمہوریت کی تاریخ میں یہ شاید پہلا تجربہ تھا۔

ان وجوہ سے مذکورۂ بالا نتائج کو دیکھ کر مجلس شوریٰ یہ سمجھتی ہے کہ ہمارے لئے مایوسی کی کوئی وجہ

نہیں ہے اور ہم کو پوری توقع ہے کہ اگر ہم رائے عام کی تربیت اور کارکنوں کی تیاری اور باشندگانِ ملک کی اخلاقی اصلاح کے لئے پیہم کوشش کرتے چلے جائیں تو آخر کار پُرامن آئینی ذرائع ہی سے یہاں اسلامی انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے ۔ لہٰذا انتخابات کے بارے میں جماعت کی پالیسی کو حسبِ سابق جاری رہنا چاہئے اور جہاں کہیں ملک میں انتخابات ہوں اُن میں حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہئے ۔

۲۔ طریقہ انتخاب کی اصلاح کا مسئلہ

پنجاب کے تازہ انتخابی تجربے کے دوران میں یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی گئی ہے کہ ایک جمہوری نظام میں انتخابات کی آزادی اور صحت بنیادی اہمیت رکھتی ہے اور پوری قومی زندگی کی بہتری کا انحصار اس پر ہے کہ عام رائے دہندے آزادی کے ساتھ اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اپنے ووٹ کا استعمال کر سکیں۔ اگر انتخابات میں حکومت کی طاقت کے ذریعہ سے مداخلت کی جائے، یا با اثر لوگ اپنی طاقت کے دباؤ سے ووٹ حاصل کریں، یا دولت مند لوگ اپنے مال سے ووٹ خریدیں، یا رائے عام کو ناجائز طریقوں سے دھوکا دینے کی کوششیں کی جائیں، یا رائے شماری میں دھاندلیوں سے کام لیا جائے، تو اس کے نتائج اس قدر دُور رس ہیں کہ اُن سے نہ صرف پورے ملک کا نظام بگڑ سکتا ہے بلکہ اس کا بھی امکان ہے کہ لوگ آئینی ذرائع سے مایوس ہو کر غیر آئینی ذرائع کی طرف متوجہ ہو جائیں اور پوری قومی زندگی کا ارتقاء پُرامن جمہوریت کے راستے سے ہٹ کر دہشت پسندی، ڈکٹیٹر شپ اور خونی انقلاب کے راستے کی طرف مڑ جائے۔ اس لئے مجلس شوریٰ یہ ضروری سمجھتی ہے کہ تمام اُن عناصر سے جو انتخابات کے ساتھ بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلق رکھتے ہیں، خواہ وہ اربابِ حکومت ہوں، یا سیاسی پارٹیوں کے لیڈر اور کارکن ہوں، یا آزاد امیدوار ہوں، اپیل کی جائے اور پیہم کی جاتی رہے کہ وہ اپنی شخصی یا جماعتی اغراض کی خاطر ملک کو اتنے بڑے نقصان اور خطرے میں مبتلا نہ کریں اور انتخابات کو دھن، دھونس، دھوکے اور دھاندلی سے پاک رکھنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں مجلس شوریٰ کی رائے یہ ہے کہ جماعتِ اسلامی کے کارکنوں کو ہر انتخاب کے موقع پر خصوصیت کے ساتھ ان ناجائز ذرائع کے خلاف تبلیغ کرنی چاہئے، ان کے نقصانات تقریر اور تحریر میں پوری وضاحت کے

ساتھ بیان کرنے چاہئیں اور عام طور پر یہ بات لوگوں کے ذہن نشین کرنی چاہیئے کہ ان تدابیر کے استعمال سے بڑھ کر اس ملک کے ساتھ اور کوئی غداری نہیں ہوسکتی۔

۳۔ انتخابات کے قواعد اور طریق کار میں ترمیم کی ضرورت

مجلس شوریٰ نے اس امر پر بھی غور کیا ہے کہ دوسری اصلاحات کے علاوہ انتخاب کے قواعد اور طریق کار میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے بخصوصیت کے ساتھ حسب ذیل اصلاحات ضروری ہیں:-

(۱) فہرست رائے دہندگان اس تفصیل کے ساتھ مرتب ہونی چاہیئے کہ اس میں ووٹر کے نام، اس کے باپ کے نام، اس کی قومیت، اس کی عمر، اس کی تعلیم، اس کے پیشے اور اس کے مکمل پتے کی تصریح ہو۔ نیز یہ فہرستیں مردم شماری کے طریقے پر محلہ وار مرتب ہونی چاہئیں، تاکہ جعلی ووٹوں کا بآسانی سراغ لگایا جاسکے۔

(۲) جعلی ووٹوں کی روک تھام کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ایک ایسا کیمیاوی رنگ تجویز کیا جائے جو کافی مدت تک کسی طرح مٹایا نہ جاسکتا ہو اور ہر ووٹر کے ہاتھ یا انگلی پر پولنگ سٹیشن چھوڑنے سے پہلے لازماً اس کا نشان لگا دیا جائے۔

(۳) تعزیرات پاکستان کے باب نمبر ۹ (الف) میں جن باتوں کو انتخابی جرائم (ELECTION OFFENCES) قرار دیا گیا ہے، ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۹۶ انے اُن سے فائدہ اٹھانے کے حق سے مستغیث کو عملاً محروم کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے انتخابات میں اتنے وسیع پیمانے پر ناجائز دباؤ کے استعمال، ووٹوں کی خرید و فروخت اور بے شمار جھوٹے پروپیگنڈے کے باوجود شاذونادر ہی کبھی کوئی شخص ان دفعات سے فائدہ اٹھا سکا ہے۔ لہٰذا استغاثہ کی راہ میں دفعہ ۱۹۶ مذکورۂ بالا کی عائد کردہ رکاوٹ کو دور ہونا چاہیئے تاکہ مستغیث عدالت میں براہ راست جا کر انصاف حاصل کرسکے۔

(۴) جب کسی علاقے میں انتخابات کے انعقاد کا اعلان ہو جائے تو ایسی تمام پارٹیوں اور ان کے لیڈروں اور ایسے تمام اشخاص کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے اور غلط بیانیوں کو قطعی طور پر ممنوع ہونا چاہیئے جنہوں نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا ہو۔ اس غرض کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس فعل

کو بھی انتخابی جرائم (ELECTION OFFENCES) میں شامل کیا جائے اور متعلقہ پارٹیوں اور اشخاص کو یہ حق دیا جائے کہ وہ جھوٹا پروپیگنڈا یا غلط بیانی کرنے والے لوگوں کے خلاف براہِ راست استغاثہ دائر کر سکیں۔

اس سلسلے میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۷۱-ایف بالکل ناکافی ہے۔

(۵) کاغذات نامزدگی پُر کرنے کے لئے گزٹ میں جہاں فارم کا نمونہ دیا جاتا ہے وہیں اُسے پُر کرنے کے لئے واضح ہدایات بھی دی جانی چاہئیں بلکہ نمونہ کے طور پر ایک فارم پُر کرکے شائع کر دینا چاہئے تاکہ کاغذات نامزدگی پُر کرنے کا معاملہ بالکل جوا کھیلنے کا ہم معنی بن کر نہ رہ جائے۔ نیز قواعد میں اس کی گنجائش ہونی چاہئے کہ اگر مجسٹریٹ کو کاغذات نامزدگی پر کوئی اعتراض ہو تو اس کے مطابق کاغذات کی اصلاح کا موقع دیا جائے۔

(۶) تمام اُمیدواروں کے بکس سفید رنگ کے ہونے چاہئیں اور ہر اُمیدوار کے بکس پر اُس کا نام اور جس پارٹی سے وہ تعلق رکھتا ہے اس کا نام لکھا جانا چاہئے۔ نیز ہر بکس پر ایک عام فہم نشان مثلاً موٹر، بائیسکل، ریل گاڑی وغیرہ بنا دینا چاہئے تاکہ اَن پڑھ ووٹر بھی مطلوبہ بکس کو بآسانی پہچان سکیں۔

(۷) پولنگ سٹیشن سے ایک ایک فرلانگ کے اندر کسی پارٹی یا امیدوار کو نہ کیمپ لگانے کی اجازت ہو اور نہ کسی کے حق میں یا خلاف کوئی کنویسنگ کرنے کی۔

(۸) کوئی سرکاری ملازم جب پولنگ سٹیشن پر کسی حیثیت سے مامور ہو، اگر کسی ووٹر کے آزادانہ استعمال رائے میں مداخلت کرے یا انتخابی ضابطے کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرے یا اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے سے دانستہ پہلوتہی کرے جس کا فائدہ لازماً کسی خاص امیدوار یا پارٹی کو پہنچتا ہو تو اس کے خلاف متعلقہ پارٹی، امیدوار یا ووٹر کو عدالت میں براہِ راست استغاثہ دائر کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔

(۹) ووٹروں کو لانے کے لئے سواری کا استعمال فوجداری جرم قابلِ دست اندازیٔ پولیس ہونا چاہئے۔

(۱۰) پریزائیڈنگ آفیسر کو پولنگ سٹیشن کے حدود میں اُن تمام بے قاعدگیوں کے روکنے کے پورے اختیارات ہونے چاہئیں جن کو قانون میں جرم یا بے قاعدگی قرار دیا گیا ہے۔

(۱۱) پولنگ شروع ہونے کے وقت بکسوں پر امیدواروں کی اپنی مُہریں بھی ہونی چاہئیں اور پولنگ کے دوران میں ایک گھنٹے کی چھٹی کے وقت تمام بکس پولنگ ایجنٹوں کے سامنے رہنے چاہئیں اور پولیس کا اُن پر پہرہ رہنا چاہئے۔

(۱۲) پولنگ بوتھ میں بکسوں کا نگران لازماً حلقہ انتخاب سے باہر کا کوئی آدمی ہونا چاہئے، جو نہ اس حلقہ کا رہنے والا ہو اور نہ اس حلقہ میں ملازم ہو۔ نیز یہ کہ نگران کو سرکاری وردی میں نہ ہونا چاہئے۔

(۱۳) انتخابی عذرداری کے لئے ٹریبونل کا تقرر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے سپرد ہونا چاہئے۔ ٹریبونل کے فیصلے کی حیثیت سفارش کی نہیں بلکہ عدالتی فیصلے کی ہونی چاہئے اور ایک میعاد مقرر ہونی چاہئے جس کے اندر اندر انتخابی عذرداریوں کا فیصلہ ہونا لازمی ہو۔

(۱۴) حکومت نے اگر قواعدِ انتخابات کے مطابق عمل کرنے میں غفلت یا جانبداری سے کام لیا ہو تو اس کے خلاف ہائیکورٹ میں دعویٰ دائر کرنے کی گنجائش ہونی چاہئے۔

(۱۵) عورتوں کے لئے پولنگ کا ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ پولنگ سٹیشن پر مرد موجود نہ ہوں تاکہ خواتین کارکن آزادی سے کام کر سکیں اور ووٹ ڈالنے والی خواتین بھی بے نقاب ہو سکیں۔

۴۔ انتخابی قوانین سے عوام کو واقف کرانے کی ضرورت

مجلس شوریٰ نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ انتخابات کے معاملہ میں ملک کے موجودہ قوانین سے عوام کی ناواقفیت بھی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ آئندہ ہر انتخابی جدوجہد کے موقع پر جماعت کے کارکن وسیع پیمانے پر عوام کو انتخابی قواعد سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں۔

۵۔ انتخابات میں عورتوں کے حصہ لینے کا مسئلہ

جہاں تک عورتوں کے لئے حق رائے دہندگی کا تعلق ہے اس مسئلے میں جماعت اسلامی کے اہل علم کے درمیان بھی اتفاق نہیں ہے اور ہندوستان اور پاکستان اور دوسرے ممالک اسلامیہ کے علماء بھی

کسی متفق علیہ فیصلے پر نہیں پہنچ سکے ہیں کہ اسلام کے سیاسی نظام میں عورتوں کو حق رائے دہندگی حاصل ہے یا نہیں۔ اس لئے مجلس شوریٰ نے اس مسئلے کی اصولی حیثیت سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف مصالح وقت کے لحاظ سے اس پر غور کیا ہے اور بالاتفاق اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ موجودہ حالات میں ہر بالغ عورت کو حق رائے دہندگی دینا اُس سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے جو ہر بالغ مرد کو یہ حق دینے سے پہنچ کا امکان ہے۔ پنجاب کے تازہ انتخابی تجربے کے بعد مجلس شوریٰ اپنی اس رائے میں اور بھی زیادہ پختہ ہو گئی ہے اور اس کے وجوہ حسب ذیل ہیں:-

اولاً ہمارے مرد عوام کی بہ نسبت ہماری عورتیں زیادہ جہالت میں مبتلا ہیں اور ملک کے معاملات میں آزادانہ رائے قائم کرنے کی بہت کم اہلیت رکھتی ہیں۔ ان کی رائے زیادہ تر مردوں کی رائے کے تابع ہے اور ان کی رائے دہندگی کے معنی صرف مرد آبادی کی قوت رائے دہی (VOTING STRENGTH) میں اضافہ کرنے کے ہیں۔

ثانیاً عورتوں کو مردوں کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے دھوکا دیا جاسکتا ہے، مرعوب کیا جا سکتا ہے اور ان کے پولنگ سٹیشنوں پر زیادہ آزادی کے ساتھ دھاندلیاں کی جاسکتی ہیں۔

ثالثاً موجودہ حالات میں عورتوں کے عام حق رائے دہی کی حیثیت صرف سیاسی ہی نہیں ہے بلکہ معاشرتی بھی ہے، اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس چیز کو مسلمان عورتوں میں بے پردگی اور بے حیائی کی اشاعت کا وسیع پیمانے پر ایک مؤثر ذریعہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

رابعاً پنجاب میں سیاسی پارٹیوں نے ووٹ حاصل کرنے کے لئے جو ہتھکنڈے استعمال کئے اور حکام نے جس طرح اس معاملہ میں کھلی کھلی مداخلت کی، اس کو دیکھتے ہوئے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ مردوں کی قوت رائے دہی کی بہ نسبت عورتوں کی قوت رائے دہی سے اور بھی زیادہ ناجائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور سیاسی پارٹیوں کے ہاتھ میں اس حربے کا رہنا صرف ہمارے ملک کے سیاسی نظام ہی کے لئے نہیں بلکہ ہماری پوری قومی زندگی کے لئے گہری اور دور رس خرابیوں کا موجب ہے۔

ان وجوہ سے جماعت اسلامی پاکستان کی مجلس شوریٰ یہ قطعی رائے رکھتی ہے کہ اگر اسلام میں عورتوں

کو اصولاً یہ حق حاصل ہے بھی تو اسے اُس وقت تک ملتوی رہنا چاہیئے جب تک ہماری قومی زندگی کی باگیں ایسے لوگوں کے ہاتھ میں نہ آجائیں جو حدودِ شرعیہ کے پابند ہوں اور اپنی قوم کے عوام کی ذہنی و اخلاقی پستی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے بجائے ان کی تربیت اور اصلاح کی فکر رکھتے ہوں۔

لیکن مجلس شوریٰ کو یہ توقع نہیں ہے کہ جن لوگوں نے خوب سوچ سمجھ کر اس موقع پر عورتوں کو عام حق دینے دیا ہے وہ اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کریں گے۔ بظاہر اندیشہ یہی ہے کہ یہاں اب یہ طریقہ جاری ہی رہے گا۔ اس لئے مجلس شوریٰ نے معاملے کے اس پہلو پر بھی غور کیا کہ اگر یہ طریقہ جاری رہے تو ہمارے لئے صحیح پالیسی کیا ہے؟ مجلسِ شوریٰ کو ان لوگوں کی رائے سے اتفاق نہیں ہے جو اس صورتِ حال میں عورتوں کی حد تک انتخابات سے مقاطعے کا مشورہ دیتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں آئینی ذرائع سے تبدیلی قیادت کا قریب قریب کوئی امکان نہیں رہتا۔ لہٰذا مجلس شوریٰ مقاطعے کے بجائے حسب ذیل طریق کار تجویز کرتی ہے:-

(۱) عورتوں کی ذہنی تربیت، اخلاقی اصلاح، اور اجتماعی تنظیم کا کام پوری تیزی کے ساتھ اور وسیع پیمانے پر شروع کر دیا جائے۔ اس کے لئے طریق کار وہی ہوگا جو آگے تجویز عتا میں بیان کیا جا رہا ہے۔ اس طریقے کے مطابق عورتوں کے حلقہ ہائے متفقین کثرت سے منظم کئے جائیں اور ان میں سے بہتر کارکن خواتین کو جماعت کی رکنیت کے دائرے میں لینے کی کوشش کی جائے۔

(۲) زنانہ حلقہ ہائے متفقین کے اجتماعات میں ایسا پروگرام رکھا جائے جس سے نہ صرف یہ کہ عورتوں کی دینی معلومات بڑھیں اور ان کی اخلاقی اصلاح ہو، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کو ملک کے نظم و نسق اور سیاسی معاملات کے متعلق واقفیت بھی بہم پہنچائی جائے اور انھیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ ان معاملات میں صحیح رائے قائم کر سکیں۔ نیز پڑھی لکھی خواتین کو مطالعہ کا شوق بھی دلایا جائے اور ان کے اندر اخبار بینی کا ذوق بھی پیدا کیا جائے۔

(۳) آئندہ سے تمام مقامی جماعتیں اپنی رپورٹوں میں بالالتزام یہ بھی بتاتی رہیں کہ زنانہ حلقوں کی تنظیم کس رفتار سے ہو رہی ہے اور ان حلقوں میں کیا کام ہو رہا ہے۔

(۴) انتخابات کے موقع پر کوشش کی جائے کہ عورتیں کو انتخاب کے طریق کار اور قانون کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچائی جائیں اور جہاں تک ممکن ہو عملاً پولنگ کاری ہرسل (REHEARSAL) بھی کرا دیا جائے۔

(۵) خواتین کارکنوں میں یہ صلاحیت پیدا کی جائے کہ وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے پوری خود اعتمادی اور جرأت کے ساتھ انتخابی جنگ میں حصہ لے سکیں، کسی بے قاعدگی کو نہ چلنے دیں اور کسی سے مرعوب نہ ہو سکیں۔

(۶) ہر انتخاب کے موقع پر جب خواتین کارکنوں کو کسی پولنگ سٹیشن پر مامور کیا جائے تو ان کی مدد اور حفاظت کے لئے جماعت کے مرد کارکن کافی تعداد میں پولنگ سٹیشن سے باہر مامور رکھے جائیں

(۷) ہر انتخاب کے موقع پر ہر زنانہ پولنگ سٹیشن کے گرد و پیش کی شریف آبادی سے اپیل کی جائے کہ وہ غنڈہ گردی سے خواتین کی حفاظت کے لئے ہمارے کارکنوں سے تعاون کریں۔ نیز سیاسی پارٹیوں کے کارکنوں اور آزاد امیدواروں کے حامیوں سے بھی اپیل کی جائے کہ اپنی عارضی کامیابیوں کی خاطر پوری قوم کے اخلاق کو تباہ کرنے سے باز آئیں۔

۲۔ جماعت کے انتخابی کام کی خرابیوں کا جائزہ اور ان کی اصلاح

پنجاب کے پچھلے انتخابات میں جماعت کے کارکنوں نے جن ۲۴ حلقوں میں انتخابی کام کیا ہے مجلس شوریٰ نے ان تمام حلقوں کے کام کا فرداً فرداً اس نقطۂ نظر سے جائزہ لیا کہ ان میں ہمارے کارکنوں کا اخلاقی رویہ کیسا رہا ہے اور انہوں نے قانون اور ضابطے کی کس حد تک پابندی کی ہے۔ اس سلسلے میں ان تمام شکایات کی بھی تحقیقات کی گئی جو جماعت کے اندر یا باہر سے مرکزی دفتر میں پہنچی تھیں۔ اس جائزے سے یہ معلوم ہوا کہ صرف دو حلقے ایسے ہیں جن میں غیر اخلاقی کارروائیاں اور بے ضابطہ حرکات زیادہ وسیع پیمانے پر ہوئی ہیں اور یہ دونوں حلقے وہ ہیں جن میں انتخابی تنظیم کا ذمہ جماعت نے براہ راست نہیں لیا تھا بلکہ جنہیں بے ضابطہ حلقوں کی حیثیت سے قبول کیا گیا تھا۔ ان دونوں حلقوں

کے بارے میں مجلس شوریٰ نے امیرِ جماعت کو مشورہ دیا ہے کہ جماعت اسلامی کے جن کارکنوں نے ان حلقوں کو منظور کرنے کی سفارش کی اور پھر نار وا کارروائیوں کو روکنے میں ناکام رہے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

اس کے علاوہ چار حلقے ایسے ہیں جو براہِ راست جماعت کے چارج میں تھے اور وہاں جماعت کے بعض کارکنوں نے یا تو خود خلاف اخلاق اور خلاف ضابطہ کارروائیاں کیں یا اپنے حامیوں کو ان کے ارتکاب سے روکنے میں کوتاہی برتی۔ ایسے کارکنوں کے خلاف بھی تادیبی کارروائی کرنے کا امیرِ جماعت کو مشورہ دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ مجلس شوریٰ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ہر انتخاب کے موقع پر یہ بات نہ صرف کارکنانِ جماعت پر بلکہ جماعت کی حمایت میں جو لوگ کام کریں ان پر بھی اچھی طرح واضح کر دی جائے کہ جماعتِ اسلامی انتخاب میں کسی نشست کو جیتنے کی بہ نسبت زیادہ اور بدرجہا زیادہ اہمیت اس امر کو دیتی ہے کہ انتخابات کو بداخلاقیوں اور بے ضابطگیوں سے پاک کیا جائے اور انتخابی جنگ میں اخلاقی حدود اور قانون و ضابطے کی پوری پوری پابندی کا نمونہ پیش کیا جائے۔ کیونکہ سیاست کو صداقت اور دیانت پر قائم کرنا جماعت اسلامی کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے اور اس مقصد کو ہم کسی بڑے سے بڑے وقتی فائدے پر بھی قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس بنا پر مجلس شوریٰ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کسی ایسے رکنِ جماعت کو ہرگز معاف نہ کیا جائے جو کبھی انتخابی جدوجہد میں اخلاق اور ضابطے کے حدود سے تجاوز کرے۔ اور جماعت کے باہر کے جن لوگوں سے اس طرح کی حرکات کا صدور ہو آئندہ کے لئے ان کا تعاون قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے۔

۷۔ انتخابی غذر داریوں کا مسئلہ

مجلس شوریٰ نے انتخابی عذرداریاں داخل کرنے کے مسئلہ پر بھی غور کیا۔ جہاں تک اُن اہم حلقوں کا تعلق ہے جن میں جماعت اسلامی نے شکست کھائی ہے، یہ مجلس اپنے ذاتی علم، تجربے اور قوی شہادتوں کی بنا پر یہ رائے رکھتی ہے کہ ان میں کوئی ایک حلقہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے انتخاب کو

ناجائز ثابت نہ کیا جا سکتا ہو۔ اگر کوئی غیر جانبدار کمیشن تحقیقات کے لئے مقرر کیا جائے تو اس کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہمارے پاس ایسی شہادتیں موجود ہیں جن سے ان پورے کے پورے انتالیس حلقوں کے انتخاب کو سراسر غلط ثابت کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بحالت موجودہ مجلس شوریٰ انتخابی عذر داریاں داخل کرنے کو اس لئے لاحاصل سمجھتی ہے کہ

اولاً یہاں الیکشن ٹربیونل جس طریقے سے بنایا جاتا ہے اور جس طرح اس کی کارروائیاں ہوتی ہیں، اور جو حیثیت اس کے فیصلوں کو دی گئی ہے اس کو دیکھتے ہوئے کوئی انتخابی عذر داری مشکل ہی سے مفید نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔

ثانیاً اس کے مصارف اتنے زیادہ ہیں کہ جماعت کے موجودہ مالی ذرائع ان کا مالی بار اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ثالثاً اگر کوئی انتخابی عذر داری کامیاب بھی ہو جائے تو اس امر کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ ضمنی انتخاب میں ان تمام خرابیوں کا اعادہ نہ ہو سکے جن کی بنا پر پچھلے انتخاب کو ناجائز ٹھیرایا گیا ہو۔

ان وجوہ سے انتخابی عذر داری داخل کرنے کو بطور پالیسی کے تو مجلس شوریٰ پسند نہیں کرتی۔ البتہ اگر کسی حلقۂ انتخاب کے مخصوص حالات اس بات کے متقاضی ہوں تو امیر جماعت مرکزی الیکشن بورڈ کے مشورے سے اس کی اجازت دے سکتے ہیں۔

۸۔ ضمنی انتخابات کا مسئلہ

پنجاب میں عام انتخابات کے بعد جو نشستیں خالی ہوئی ہیں ان کے بارے میں مجلس شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کے ضمنی انتخاب میں کوئی حصہ نہ لیا جائے۔ کیونکہ ان حلقوں میں جن وجوہ سے ہمیں ناکامی ہوئی ہے وہ وجوہ بدستور باقی ہیں، نہ عوام کی ذہنی و اخلاقی حالت میں کوئی تغیر واقع ہوا ہے اور نہ سیاسی پارٹیوں اور سرکاری حکام ہی کے رویے میں کسی تغیر کا امکان نظر آتا ہے۔

۹۔ لوکل باڈیز کے انتخاب کا مسئلہ

میونسپل کمیٹیوں، کارپوریشنوں، اور دوسری لوکل باڈیز کے انتخابات کے بارے میں مجلس شوریٰ کی

رائے یہ ہے کہ جہاں کہیں اس کی نوبت آئے مقامی جماعتیں خود اس بارے میں رائے قائم کریں کہ آیا وہ وہاں انتخابات میں حصہ لے سکتی ہیں یا نہیں اور اگر لے سکتی ہیں تو کس حد تک؟ اگر وہ حصہ لینا چاہیں تو مقامی حالات، اپنی طاقت، اور اپنے مجوزہ طریق کار کے متعلق ضروری معلومات مرکز میں بھیجکر ہدایات حاصل کر لیں۔

۱۰۔ پنچایتی نظام کی تشکیل جدید

پنجاب میں پنچائتی طریقے پر جدوجہد کے پہلے تجربے سے اس طریق کار میں جو نقائص پائے گئے ہیں ان کا پورا جائزہ لینے کے بعد مجلس شوریٰ پنچایتی نظام کی تشکیل جدید کے لئے یہ تجویز کرتی ہے کہ آئندہ جہاں کہیں انتخابی جدوجہد شروع کی جائے وہاں حسب ذیل طریق کار اختیار کیا جائے۔

(۱) اس پورے علاقے میں جہاں انتخابات منعقد ہونے والے ہوں جگہ جگہ وسیع پیمانے پر لٹریچر، تقریروں اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ سے جماعت کے مقصد، طریق انتخاب اور منشور کی تشریح کی جائے اور لوگوں کو اس کی طرف عام دعوت دی جائے

(۲) جو لوگ اس دعوت کو قبول کریں ان کے سامنے حلقہ متفقین جماعت اسلامی (جس کا دوسرا نام اسلامی پنچایت بھی ہوگا) کی رکنیت کا ترمیم شدہ عہدنامہ (جس کا نمونہ اس قرارداد کے آخر میں بطور ضمیمہ درج کیا جا رہا ہے) پیش کیا جائے اور انہیں اس عہد کی ذمہ داریاں اچھی طرح سمجھا کر اس پر ان سے دستخط لئے جائیں۔

(۳) جس محلے یا بستی یا گاؤں میں کم از کم ۵ آدمی متفقین کے عہدنامے پر دستخط کر چکے ہوں وہاں ان کا حلقہ باقاعدہ منظم کر دیا جائے اور اگر وہاں کچھ ہمدرد اور متفقین پہلے سے موجود ہوں تو ان کو بھی اسی طریقہ سے اس حلقے میں شامل کر لیا جائے۔ جماعت اسلامی کے مقامی ارکان اپنے محلے بستی یا گاؤں کے حلقہ متفقین کے آپ سے آپ (EXOFFICIO) ممبر ہوں گے۔

(۴) حلقہ ہائے متفقین کے ارکان کو ترغیب دی جائے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو، اپنے حلقے کو وسیع کرنے کی کوشش کریں اور جس قدر ممکن ہو اپنے حلقہ میں جماعت کا لٹریچر فراہم کر کے خود پڑھیں اور دوسروں

کو پڑھوائیں۔

(۵) جو لوگ حلقۂ متفقین کے عہدنامہ پر دستخط کرنے سے گریز کریں ان کے سامنے ووٹر کا عہدنامہ پیش کیا جائے اور اگر وہ اس کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد اس پر دستخط کرنے کے لئے آمادہ ہوں تو ان سے دستخط کے لئے جائیں۔ مگر ان پر یہ واضح کر دیا جائے کہ محض ووٹر کے عہدنامہ پر دستخط کرنے سے وہ اسلامی پنچایت کے رکن نہیں بن جائیں گے اور نہ اپنے حلقے کا نمائندہ نامزد کرنے میں ان کی رائے کا کوئی دخل ہو سکے گا۔ بلکہ اس عہدنامہ پر دستخط کرنے کے معنی صرف یہ ہیں کہ وہ اپنا ووٹ صحیح طریقے سے استعمال کرنے کا عہد کر رہے ہیں اور اگر اسلامی پنچایت اُن کے حلقے کے لئے کوئی ایسا نمائندہ نامزد کرے جسے وہ خود بھی ایمانداری کے ساتھ صالح اور اہل سمجھتے ہوں تو وہ اسے ووٹ دینے کے دیانتہً پابند ہوں گے۔

(۶) ایک تھانہ کے علاقے میں جتنے حلقہ ہائے متفقین ہیں ان سے ایک ایک دو دو نمائندے لے کر (جن کی تعداد کا انحصار ہر حلقے کے ارکان کی تعداد پر ہوگا) تھانے کی مرکزی پنچایت بنا دی جائے گی۔ انتخابی اغراض کے لئے ایک حلقۂ انتخاب کی مرکزی پنچایت اُن تھانوں کی مرکزی پنچایتوں یا ان کے نمائندوں کو ملا کر بنائی جائے گی جو اس حلقۂ انتخاب میں واقع ہوں۔ جماعت اسلامی کے جو ارکان کسی تھانے کے علاقے میں آباد ہوں وہ اس تھانے کی مرکزی پنچایت کے اور انتخابات کے موقع پر اس حلقۂ انتخاب کی مرکزی پنچایت کے آپ سے آپ رکن ہوں گے۔

(۷) جس انتخابی حلقے کی کم از کم ایک تہائی بستیوں میں حلقہ ہائے متفقین قائم ہو چکے ہوں اور جہاں کی کل رائے دہندہ آبادی کا کم از کم ۵ فیصدی حصہ ووٹر کے عہدنامہ پر دستخط کر چکا ہو، صرف اس کے بارے میں یہ غور کیا جا سکتا ہے کہ جماعتِ اسلامی وہاں انتخابی جدوجہد کرنا منظور کرے۔ لیکن اس کا آخری فیصلہ کرنے میں حسب ذیل امور کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔

(ا) یہ کہ اس حلقۂ انتخاب کی مرکزی پنچایت نے خود اس خواہش کا اظہار کیا ہو اور اس اظہار کے ساتھ انتخابی جدوجہد کے لیے اپنا عملی تعاون بھی پیش کیا ہو۔

(ب) اس حلقۂ انتخاب میں جماعت کے کم از کم تین رکن اور کم از کم دس سرگرم کارکن متفقین موجود ہوں

(ج) اس حلقۂ انتخاب کی مرکزی پنچایت نے یہ ذمہ لیا ہو کہ وہ اپنے حلقے کی انتخابی جدوجہد کا کم از کم

خرچ خود فراہم کرے گی۔

(۸) ایک صوبے کے جتنے انتخابی حلقے اس طور پر تیار ہو چکے ہوں ان کے حالات کا جائزہ لینے اور پوری طرح اپنا اطمینان کر لینے کے بعد جماعت اسلامی پاکستان کا مرکزی الیکشن بورڈ یہ فیصلہ کریگا کہ کتنے حلقوں یا اور کن حلقوں میں انتخابی جدوجہد کی ذمہ داری قبول کی جائے۔ مگر یہ فیصلہ فہرست رائے دہندگان کی اشاعت کے بعد زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کے اندر ہو جانا چاہیئے۔ اور جماعت کے ذمہ دار کارکنوں کا یہ فرض ہے کہ مرکزی الیکشن بورڈ کو تمام ضروری معلومات بہم پہنچا دیں۔

نوٹ:- یہاں جماعت کے ذمہ دار کارکنوں سے مراد جماعت کے انتظامی حلقوں کے امراء ہیں۔ وہ یہ معلومات اپنی مجالس شوریٰ کے ارکان کی مدد اور مشورے سے فراہم کر کے مرکزی الیکشن بورڈ کو بھیجیں گے۔ مختلف حلقہ ہائے انتخاب کے ناظمین اور دوسرے کارکن جو معلومات الیکشن بورڈ تک پہنچانا ضروری سمجھتے ہوں اپنے حلقہ کے امیر یا ارکان شوریٰ تک پہنچا سکتے ہیں۔ اگر وہ اس بارے میں اُن سے بالا بالا کوئی کارروائی کرنے کرانے کی کوشش کریں گے تو ان کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

(۹) مرکزی الیکشن بورڈ جن حلقوں میں انتخابی جدوجہد کی ذمہ داری قبول کرنے کا فیصلہ کرے۔ ان میں متفقین کی بھرتی، حلقہ ہائے متفقین کی تنظیم اور ووٹر کے عہد نامے پُر کروانے اور نئے حلقہ ہائے متفقین سے مرکزی پنچایت کے لئے نمائندے لینے کی مہم پوری قوت کے ساتھ شروع کر دی جائے۔

(۱۰) کوشش کی جائے کہ ہر حلقۂ انتخاب میں کاغذات نامزدگی کے داخلہ کی تاریخ سے پہلے مرکزی پنچایت کے دو تین اجلاس ہو جائیں تاکہ تمام شرکاء پنچایت اچھی طرح ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں۔ انتخاب سے متعلق جملہ مسائل کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں اور اپنے حلقہ کی نمائندگی کے لئے موزوں اشخاص بھی خوب سوچ سمجھ کر تجویز کر سکیں۔

مرکزی پنچایت کے پہلے ہی اجلاس میں یہ بات واضح کر دی جائے کہ اپنے علاقے کی پوری جدوجہد مال اور کوشش دونوں کے لحاظ سے ان کو خود ہی کرنی ہے۔ علاقے سے باہر کی امداد کے بھروسہ پر

کوئی کام نہیں کرنا ہے۔

(۱۱) مرکزی پنچایت میں جن لوگوں کے نام اپنے حلقۂ انتخاب کی نمائندگی کے لئے پیش کئے جائیں اُن میں سے جن کے نام پنچایت کے حاضر ارکان کی اکثریت نے تجویز کئے ہوں اُن کے نام چھانٹ لئے جائیں پھر ان ناموں پر پنچایت کے ایک مجموعی اجلاس میں غور کیا جاتے اور جن کو زیادہ سے زیادہ ارکان پنچایت کی پسندیدگی حاصل ہو ان کے نام جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی الیکشن بورڈ کو بھیج دیئے جائیں اس کے ساتھ ان اشخاص کی سیرت، اخلاق، دینی حالت، علمی قابلیت، اور سابق زندگی کے متعلق وہ تمام ضروری معلومات بھی بھیجی جائیں جو ان کے متعلق رائے قائم کرتے میں مددگار ہو سکیں۔

(۱۲) مرکزی الیکشن بورڈ ان ناموں پر غور کر کے آخری فیصلہ دے کہ اُن میں سے کون اصلح اور اہل تر ہے جس کے کاغذات نامزدگی داخل کئے جائیں۔

اگر مرکزی پنچایت نے کسی ایک ہی شخص کو بالاتفاق تجویز کیا ہو تو مرکزی الیکشن بورڈ یا تو اسے منظور کر لے، یا اعتراض ہونے کی صورت میں اپنے وجوہ اعتراض واضح طور پر بتائے اور مرکزی پنچایت سے درخواست کرے کہ وہ ان اعتراضات کی روشنی میں اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کرے۔ بہرحال کوشش کی جائے کہ جس شخص کو بالآخر نامزد کیا جائے اس کے بارے میں حلقے کی مرکزی پنچایت اور جماعت اسلامی کے مرکزی الیکشن بورڈ دونوں کو پورا اطمینان حاصل ہو۔

(۱۳) ایک سے زائد حلقوں سے ایک ہی شخص کے نامزد ہو جانے کی صورت میں الیکشن بورڈ اس وقت تک نامزدگی کی منظوری نہیں دیگا جب تک کہ متعلقہ پنچایتوں پر یہ بات واضح نہ کر دی جائے کہ ایک سے زیادہ حلقوں سے کامیابی کی صورت میں نمائندہ بہرحال ایک ہی حلقہ کی نمائندگی کر سکے گا اور باقی حلقوں سے اسے استعفا دینا پڑے گا۔

(۱۴) ہر جگہ جہاں حلقہ متفقین قائم ہو اس کے قیام کے ساتھ ہی اس کا بیت المال بھی قائم ہو جانا چاہئے اور حلقہ کے متفقین کی اعانت، زکوٰۃ اور صدقات کی رقوم اس بیت المال میں جمع اور اس کے ذریعہ سے صرف ہونی چاہئیں۔ مگر ارکان جماعت اسلامی اس سے مستثنیٰ ہوں گے کیونکہ ان کی رقمیں جماعت کے بیت المال میں داخل ہوں گی

نوٹ :- حلقہ ہائے متفقین کے بیت المال کے لئے الگ رسیدیں چھپوائی جائیں گی اور اس کا انتظام جماعت کے تنظیمی حلقوں کے امراء اپنے اپنے حلقوں کی ضرورت کے مطابق خود کریں گے۔

نمونہ عہدنامہ حلقہ متفقین جماعت اسلامی پاکستان

مذکورہ شق ۲ بالا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلقۂ متفقین جماعت اسلامی پاکستان

(اسلامی پنچایت)

میں اللہ رب العالمین کو گواہ کر کے اقرار کرتا ہوں / کرتی ہوں کہ

(۱) میری دلی خواہش یہ ہے کہ پاکستان میں پورا اسلام پوری طرح قائم ہو۔

(۲) اس مقصد کے لئے مجھے جماعت اسلامی کے پروگرام، منشور اور طریقۂ انتخاب سے پورا اتفاق ہے

(۳) اس کام میں، جہاں تک میرے بس میں ہوگا، میں جماعت کا ساتھ دوں گا / دوں گی۔

(۴) میں انشاء اللہ خود بھی دینی فرائض کو ادا کرنے اور اپنی زندگی کو اسلام کے مطابق بنانے کی کوشش کروں گا / کروں گی اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کرتا رہوں گا / کرتی رہوں گی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اس عہد کو وفا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

دستخط یا نشان انگوٹھا ....

(نوٹ) متفقین کے عہدنامے کے یہ فارم سندھ اور کراچی کیلئے کراچی کی جماعت شائع کرچکی ہے۔ باقی سارے ملک کیلئے یہ فارم مرکز سے شائع کئے جائیں گے

۱۱۔ پنچایتی نظام کا مستقل پروگرام

مجلس شوریٰ کی تجویز ہے کہ انتخابی کام کے علاوہ اس پنچایتی نظام کو عوام کی اصلاح اور دعوت اسلامی کی تبلیغ کے لئے ایک مستقل ذریعہ بھی بنایا جائے۔ اس غرض کے لئے جماعت اسلامی کے کارکنوں کو ہر جگہ جہاں بھی وہ ہوں حلقہ ہائے متفقین کی تنظیم کا سلسلہ پوری طاقت کے ساتھ شروع کر دینا چاہئے خواہ وہاں انتخابی کام درپیش ہو یا نہ ہو۔ پہلے جہاں جہاں بھی حلقہ ہائے ہمدرداں بنے ہوئے تھے ان کو

قرارداد مذا کے مطابق نئے حلقہ ہائے متفقین میں تبدیل کر دیا جائے پہلے جن لوگوں نے حلقہ متفقین کے پرانے عہدنامے پر دستخط کئے تھے ان کے سامنے نیا ترمیم شدہ عہدنامہ پیش کیا جائے اور اگر وہ نئے حلقہ ہائے متفقین میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں تو ان سے جدید عہدنامہ متفقین پر دستخط لے لئے جائیں۔ اسی طرح پنجاب میں جہاں جہاں انتخابی اغراض کے لئے پنچایتیں بنائی گئی تھیں وہاں ان پنچایتوں کے ارکان کو حلقہ ہائے متفقین کی تنظیم میں لانے کی کوشش کی جائے۔ جن لوگوں نے ووٹر کے عہدنامے پر دستخط کئے تھے یا جن کے متعلق معلوم ہے کہ انہوں نے پچھلے انتخاب میں ہمارے ساتھ ووٹ دئیے ہیں ان کو بھی اس تنظیم میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔

ان حلقہ ہائے متفقین (اسلامی پنچایتوں) کیلئے مستقل پروگرام یہ ہوگا کہ اجتماعی اور معاشرتی اصلاح کے لئے کوشش کریں مثلاً

(۱) اپنی بستی کی مسجدوں کی اصلاح حال۔

(۲) عوام میں علم دین پھیلانا۔

(۳) عام طور پر لوگوں کو ظلم و ستم سے بچانا اور خصوصاً ان لوگوں کو جنہوں نے پچھلے انتخابات میں جماعت اسلامی کا ساتھ دیا ہے۔

(۴) قصبات اور دیہات میں دارالمطالعوں کا قیام۔

(۵) ایسے پرائمری سکول اور ہائی سکول اور مذہبی تعلیم کے مدرسے قائم کرنا جن میں تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت کی بھی کوشش کی جائے۔

(۶) تعلیم بالغان کا انتظام۔

(۷) بستی کے عام لوگوں کے تعاون سے صفائی اور حفظان صحت کی کوشش۔

(۸) بستی کے یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور غریب طالب علموں کی فہرستیں تیار کرنا اور جن جن طریقوں سے ممکن ہو ان کی مدد کا انتظام کرنا۔ وغیرہ۔

۱۲۔ کارکنوں کی اخلاقی، روحانی اور ذہنی تربیت کا پروگرام

مجلس شوریٰ یہ محسوس کرتی ہے کہ تحریک اسلامی اب جس شدید جدوجہد کے مرحلے میں داخل ہوئی ہے

اس میں ہمارے کارکنوں کی اخلاقی، روحانی اور ذہنی تربیت نہایت ضروری ہے۔ اس غرض کے لئے حسبِ ذیل پروگرام تجویز کیا گیا ہے:

(۱) جہاں کہیں جماعت میں کوئی عالمِ دین موجود ہے وہاں درسِ قرآن و حدیث کا سلسلہ شروع کر دیا جائے اور ارکان پر لازم کیا جائے کہ وہ اس درس میں شریک ہوں۔ نیز متفقین کو بھی ترغیب دی جائے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

(۲) جہاں کوئی اہل آدمی موجود نہیں ہے وہاں کسی مستند ترجمہ و تفسیر کا اجتماعی مطالعہ کیا جائے۔ اہلیت نہ رکھنے والے لوگوں نے اگر کہیں قرآن اور حدیث کا درس شروع کر رکھا ہو تو اسے فوراً بند کر دیا جائے اور صرف اس اجتماعی مطالعہ پر اکتفا کیا جائے۔

(۳) جماعت کے ہر تنظیمی حلقے میں ایک تربیت گاہ قائم کی جائے جس کا نگران یا تو امیرِ حلقہ خود ہو یا حلقے کی مجلس شوریٰ کے مشورے سے کسی اہل آدمی کو مقرر کیا جائے۔ اس تربیت گاہ کا کورس پندرہ دن سے زیادہ کا نہ رکھا جائے اور کوشش کی جائے کہ ایک سال کے اندر اندر حلقے کے تمام نئے اور پرانے ارکان اس سے گذر جائیں۔ ارکان کا اس تربیت گاہ میں آنا تو لازمی ہونا چاہئے لیکن ان کی شرکت کی تاریخیں متعین کرنے میں ان کی زیادہ سے زیادہ سہولت کو مدنظر رکھا جائے۔ ارکان کے علاوہ حلقہ ہائے متفقین کے کارکنوں کو بھی ترغیب دی جائے کہ وہ بھی اس تربیت گاہ سے فائدہ اٹھائیں۔

تربیت کے نصاب میں جو چیزیں شامل ہونی چاہئیں وہ یہ ہیں:۔

ا۔ قرآن مجید کی ایسی آیات کا مجموعہ جو اخلاقی اور روحانی تربیت کے لئے مناسب ترین ہوں۔ (اس مجموعے کی تیاری کا کام مولانا مسعود عالم صاحب کے سپرد کیا گیا ہے)۔

ب۔ ایسی احادیث کا مجموعہ جن میں دین کی روح اور عبادات کے مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہو، انفرادی اور اجتماعی اخلاق کے متعلق ہدایات دی گئی ہوں اور جماعتی زندگی کے آداب اور اصول بتائے گئے ہوں۔ (اس مجموعے کی تیاری کا کام مولانا عبدالغفار حسن صاحب کے سپرد کیا گیا ہے)۔

ج۔ فقہی احکام کے متعلق کوئی ایسا مختصر رسالہ جس سے روزمرہ کی زندگی کے ضروری مسائل کے

متعلق آگاہی ہو جاتے۔ (شائع شدہ فقہی لٹریچر میں سے کسی موزوں رسالے کا انتخاب مولانا عبدالحق صاحب مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب اور مولانا صدرالدین صاحب کے سپرد کیا گیا ہے)

د۔ جماعت کے لٹریچر کا ایسا خلاصہ جس سے جماعت اسلامی کی دعوت، اس کے طریق کار اور نظامِ جماعت کو اچھی طرح سمجھا جا سکے۔ (اس خلاصے کی تیاری کا کام ملک محمد سعید احمد صاحب کے سپرد کیا گیا ہے)

۳۔ تربیت کے دوران میں نہ صرف نماز با جماعت کا اہتمام پوری پابندی سے کیا جائے بلکہ نماز تہجد بھی سب لوگ مل کر ادا کریں نیز اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ تربیتی پروگرام کے دوران میں گفتگو، نشست و برخاست اور جملہ حرکات و سکنات میں ہر طرح کے مکروہات سے پرہیز ہو اور ہر طرح آداب شرعی ملحوظ رکھے جائیں۔

نوٹ:- مذکورۂ بالا مجموعوں کیلئے مواد چھانٹنے اور فقہی رسالہ کے انتخاب کا کام ایک ماہ کے اندر اندر یعنی مئی ۱۹۵۰ کے آخر تک مکمل ہو کر مرکز میں آ جانا چاہیئے تاکہ تربیت گاہ کا پروگرام رمضان کے بعد شروع کیا جا سکے۔

امراء حلقہ رمضان کے بعد تربیت گاہوں کے اجراء کے لئے انتظامات ابھی سے شروع کر دیں۔

س۔ مرکز اور مختلف مقامی جماعتوں کی طرف سے آیاتِ قرآنی، احادیث اور جماعت کے لٹریچر کے اقتباسات کے جو چارٹ اور کتبے وقتاً فوقتاً شائع کئے جاتے رہے ہیں ان کی مدد سے اخلاقی، روحانی اور ذہنی تربیت کے لئے موزوں ترین کتبے منتخب کر کے خوبصورت طریقے سے شائع کر دیئے جائیں اور ان کو جماعت کے تمام دفاتر، تربیت گاہوں، دارالمطالعوں اور اجتماع گاہوں میں آویزاں کیا جائے اور ان کی عام اشاعت اور فروخت بھی کی جائے۔

اس کے لئے منیجر مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان کو ہدایت کر دی جائے۔

۱۳۔ تعلیم کا مسئلہ

ملک میں تعلیم کے انتظام کی ابتری اور خصوصیت کے ساتھ اخلاقی تربیت کے فقدان کی وجہ سے جماعت کے ارکان، متفقین اور عموماً صحیح الخیال مسلمانوں کو اپنی نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے بارے میں جو پریشانیاں پیش آ رہی ہیں اُن کو دیکھتے ہوئے مجلس شوریٰ اب یہ مناسب سمجھتی ہے کہ

ا۔ جہاں جہاں بھی مقامی حالات سازگار ہوں اور مقامی جماعتیں اپنے ارکان اور متفقین کے تعاون سے

اس کا انتظام کرسکیں وہاں پرائمری اور ہائی سکول قائم کئے جائیں اور ان میں رائج الوقت نصاب کو پڑھانے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا خاص اہتمام کیا جائے لیکن اس کے ساتھ یہ ملحوظ رہنا چاہئیے کہ ایسے اداروں کا مالی بار جماعت کے مالیات پر نہ پڑے۔

۲- اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے حلقہ ہائے خواتین زنانہ مدرسے قائم کرنے کی کوشش کریں لیکن اس بارے میں سردست مناسب یہ ہوگا کہ لڑکیوں کا ایک مرکزی مدرسہ شہر لاہور میں مرکز کی براہ راست نگرانی و رہنمائی میں قائم کیا جائے[1] اور جب یہ مدرسہ اطمینان بخش طریق پر چلنے لگے تو اسی نمونے پر دوسرے مقامات پر زنانہ مدرسے قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ مرکزی مدرسہ کا انتظام اور اس کے لئے وسائل کی فراہمی کا کام حلقہ خواتین شہر لاہور امیر جماعت کے مشورے اور رہنمائی سے کرے۔

۳- جناب محمد عبد الجبار غازی صاحب کو دوسرے سارے کاموں سے فارغ کرکے جماعت کے تجویز کردہ نظام تعلیم کے مطابق ایک معیاری درسگاہ کے قیام کے لئے مختص کر دیا جائے۔ جماعت کے اندر اور باہر جو لوگ اس درسگاہ کی ضرورت اور اہمیت کا احساس رکھتے ہیں ان کو چاہئیے کہ اس کے لئے ضروری وسائل کی فراہمی میں غازی صاحب کا ہاتھ بٹائیں[2]۔

---

[1] سردست اس مرکزی مدرسے کا قیام بھی تجویز ہی کی حد تک ہے کیونکہ عملاً اس کی راہ میں بہت سی مشکلات حائل ہیں ایک بڑی مشکل مدرسے کے لئے مناسب مکان کی ہے۔ بہرحال کوشش کی جا رہی ہے۔

[2] مجلس شوریٰ نے اس سلسلہ میں سردار محمد اجمل خاں صاحب کی اس پیشکش پر بھی غور کیا کہ یہ درسگاہ رحیم آباد (ریاست بہاولپور) میں قائم کی جائے تو اس کے سارے مصارف وہ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ معاملے کے سارے پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد مجلس اس نتیجے پر پہنچی کہ سردار صاحب کی اس پیشکش کو مختلف وجوہ سے قبول نہیں کیا جا سکتا جن میں سے ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جماعت کا کوئی مرکزی اور اہم ادارہ ایک ریاست کے حدود کے اندر قائم کرنا مناسب نہیں ہے۔ سردار صاحب کے پیش نظر درسگاہ کو چلانے کے لئے مشورے اور رہنمائی کی نوعیت کی جتنی مدد ممکن ہو امیر جماعت اپنی صوابدید کے مطابق دیتے رہیں۔

۱۴- بیرونِ پاکستان میں تبلیغ و اشاعت

مجلس شوریٰ کی رائے میں یہ بھی ضروری ہے کہ :-

(۱) جتنے لوگ جماعت کے ارکان یا متفقین میں سے حج کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ پہلے سے مرکز کو مطلع کر دیا کریں تاکہ ایسے سب لوگوں کا ایک دوسرے سے تعارف کرا دیا جایا کرے اور اگر ان کا اجتماعی سفر ممکن نہ بھی ہو تو کم از کم زمانہ حج میں وہ باہم مل سکیں اور ثواب زیارت کے ساتھ ساتھ تحریک اقامت دین کی توسیع کیلئے بھی کچھ کام کر سکیں۔

(۲) مجلس شوریٰ نے اپنے گذشتہ اجلاس میں جماعت کے تعارف کیلئے ایک دو ورقہ شائع کرنے کی جو ہدایت کی تھی اسے جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ بیرونی ممالک کے لوگوں کو جماعت سے متعارف کرانے میں آسانی ہو۔

۱۵- جماعت کے نظام سے متعلق

مجلس شوریٰ نے جماعت کے موجودہ نظام کا بھی جائزہ لیا اور اس کے انتظامی قواعد میں سے بعض کو طول عمل کا موجب اور بعض کو بدلے ہوئے حالات میں غیر ضروری ٹھہراتے ہوئے ان میں حسب ذیل تبدیلیاں تجویز کیں۔

(۱) جبکہ امراء حلقہ اپنے حلقوں کی مفصل رپورٹیں ہر سہ ماہی اور سال کے اختتام پر مرکز میں بھیج دیتے ہیں تو حلقوں کے ماتحت ضلعی جماعتوں سے بھی رپورٹیں مرکز میں طلب کرنا غیر ضروری ہے۔ اس لئے آئندہ مرکز میں صرف حلقوں سے رپورٹیں طلب کی جائیں اور ضلعی جماعتوں کی رپورٹیں صرف حلقے کے دفتر میں بھیجی جایا کریں۔

(۲) رپورٹوں کی ترتیب کے بارے میں موجودہ ہدایات بہت طویل اور پیچیدہ ہیں ان کو نظر ثانی کر کے از سر نو مرتب و شائع کیا جائے۔

(۳) مقامی ضلعی اور حلقوں کے بیت المالوں کی رپورٹیں مرکز میں طلب کرنے کا قاعدہ بھی بند کر دیا جائے۔ حلقے کے اندر انتظامی اور مالی سارے معاملات امیر حلقہ ہی سے متعلق ہونے چاہئیں اس لئے مقامی اور ضلعی بیت المالوں کی رپورٹیں صرف متعلقہ حلقے کے دفتر میں بھیجی جایا کریں۔ اور حلقے اپنے حسابات مرکز کو دیا کریں۔

(۴) تمام حلقوں میں بجٹ کا طریقہ رائج کیا جائے اور مرکز میں حلقہ کے بیت المال کی رپورٹ بھیجنے کے بجائے ہر سال کے شروع میں آئندہ سال کی متوقع آمدنی اور پیش نظر پروگرام اور منصوبوں کے جملہ مصارف کا مدوار زیادہ سے زیادہ صحیح تخمینہ مرتب کر کے حلقے کی مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کیا جائے مجلس میں بحث و تمحیص کے بعد اسکی جو آخری صورت تجویز ہو اسے امیر جماعت اسلامی پاکستان کے پاس بھیجدیا جائے اور پھر ان کی رائے کی روشنی میں حلقہ کی مجلس شوریٰ بجٹ پر دوبارہ غور کر کے اس کا آخری فیصلہ کرے۔

مالی سال یکم اپریل سے ۳۱ مارچ متصور ہوگا۔ اور بجٹ کا طریقہ اسی سال سے شروع ہو جانا چاہئیے۔ ۵

۵ ۵- مجلس شوریٰ نے اپنے گذشتہ اجلاس (نومبر ۵۰ء) میں سہ ماہی فنڈ کو، جماعت کی پالیسی اور مزاج کے خلاف قرار دیتے ہوئے منسوخ کر دیا تھا۔ اس کی اطلاع تمام ارکان اور جماعتوں کو باقاعدہ کر دینی چاہئیے۔